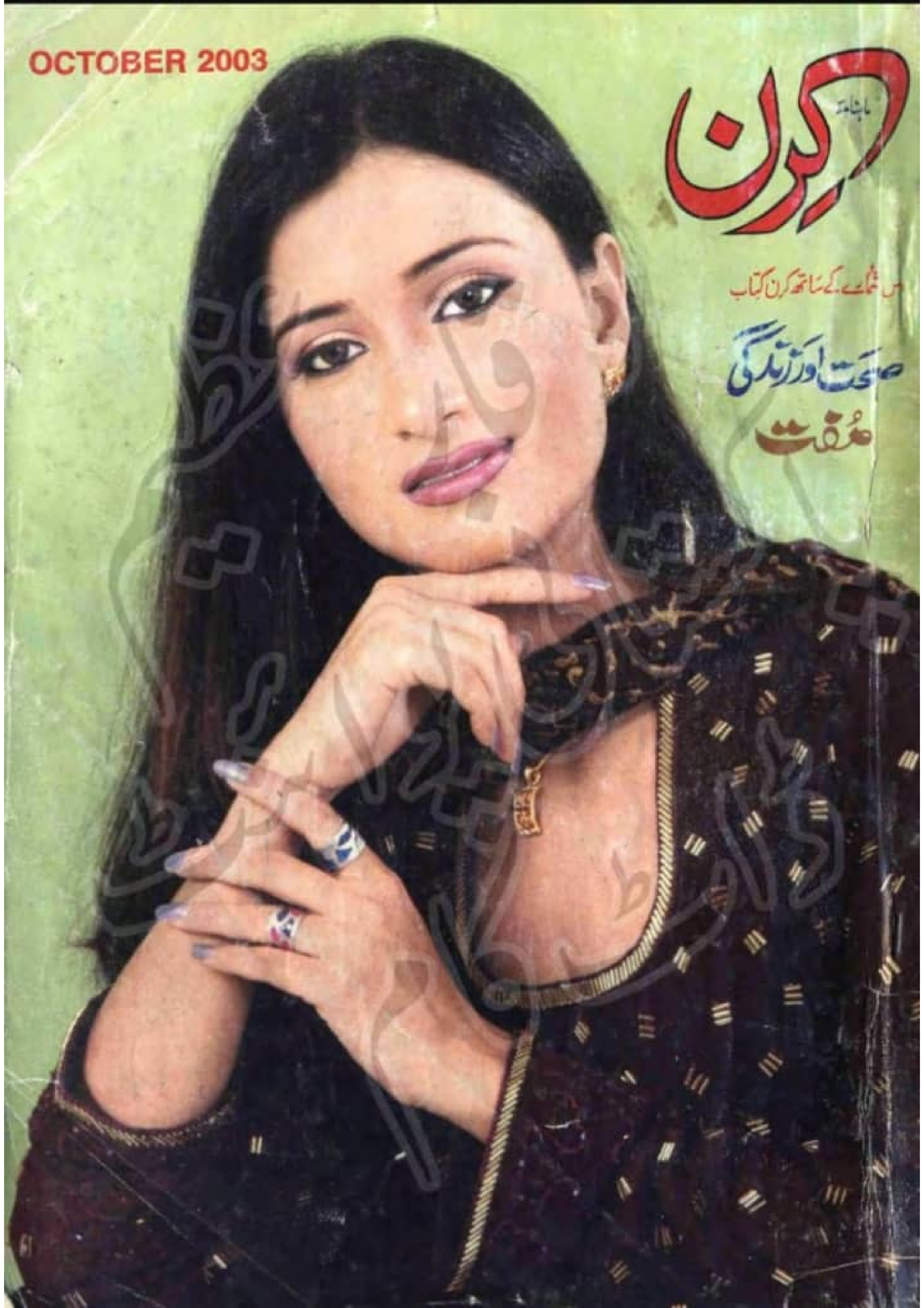
OCTOBER 2003
ماہنامہ
کرن
اس شمارے کے ساتھ کرن کتاب
صحت اور زندگی
مُفت

عفت سحر پاشا

ہم نے اوڑھا انگا ہے

"ابھی تو خود تم نئے نئے ہو ہمیں سکھاؤ گے عشق کرنا
یہ کام ہم نے کیا ہوا ہے یہ پانی ہم نے بھرے ہوئے

وہ اس قدر معنی خیز انداز میں گویا تھا کہ تانیہ کتنی ہی دیر تک لب بھینچے بس مینو کارڈ پر نظریں جمائے بیٹھی رہی۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر بے حد رسانیت سے بولی۔

"فقط پانی بھر لینا ہی معنی نہیں رکھتا نوفل احسان! پانی کی بھی قسمیں ہوا کرتی ہیں۔ اور تمہاری بدقسمتی یہ ہے کہ آج تک تم نے آلودہ پانی ہی بھرا ہے۔ صاف و شفاف ٹھنڈا میٹھا رواں چشمہ تو تمہاری راہ میں کبھی پڑا ہی نہیں۔ سو یہ "بوجھ" اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں جسے تم عشق و عاشقی کہتے ہو۔ تمہارے جیسے عاشق تو ایک اینٹ اٹھانے سے دس ملتے ہیں۔" نوفل احسان کی آنکھوں میں اتری حیرت پر آہستہ آہستہ غصہ غالب آنے لگا۔ وہ تانیہ مراد کی جسارت پر ششدر بھی تھا۔ اس قدر مکمل مرد، خوبصورتی سے لے کر ایجوکیشن اور پھر فیملی بیک گراؤنڈ تک زبردست۔ اس کو یوں لمحوں میں اڑانے کا فن یقیناً" تانیہ مراد ہی کو آتا تھا اس نے خود کو سنبھال کر ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلائی اور پر شکوہ انداز میں بولا۔

"اب یوں تو مت کہو تانیہ مراد! ایک زمانہ جانتا ہے نوفل احسان کو تم نے تو میرے اور ایک سڑک چھاپ عاشق کے درمیان لکیر تک کھینچنے کی بھی زحمت نہیں کی۔"

"اتنی فرصت نہیں ہے میرے پاس۔"
وہ پھر سے مینو کارڈ پر نظر دوڑانے لگی۔

اور اس کی یہی بے نیازی اور کھرا پن ہی تو نوفل احسان کو شدت سے اپنی طرف کھینچتا تھا۔
کچھ سوچ کر وہ مسکرایا اور اپنے مخصوص مسحور کرنے والے مدھم مگر جذبوں سے بھرپور لہجے میں بولا۔
تم لاکھ چھپاؤ چہرے سے احساس ہماری چاہت کا
دل جب بھی تمہارا دھڑکا ہے آواز یہاں تک آئی ہے
"اوہ گاڈ..." وہ بے ساختہ ہنس دی تھی۔
"بہت اسٹیمنا ہے تمہارا نوفل احسان! بہت پاور فل کوالٹی ہے یہ تمہاری منٹوں میں فریق کو چت کرنے والی۔"
اس کا انداز توصیفی تھا۔ وہ گہری سانس لے کر کہنیاں میز کی سطح پر ٹکاتے ہوئے آگے کو جھکا اور قدرے سنگ کر پوچھنے لگا۔
"آخر تم میرے کریکٹر کی طرف سے اس قدر مشکوک کیوں ہو؟"
"مشکوک...؟" تانیہ نے حیران ہو کر اسے دیکھا پھر گویا تصحیح کرتے ہوئے بولی۔
"میں سو فیصد پر یقین ہوں نوفل، اس میں شک کی تو گنجائش ہی کوئی نہیں کہ تم ایک فلرٹ ہو۔"
"اب تمہیں یقین دلانے کے لیے مجھے کیا کرنا پڑے گا تانیہ...؟ منگنی تو کر لی ہے تم سے اور تم ابھی بھی بے یقینی کے جھولے میں جھول رہی ہو۔" وہ خفا ہو گیا تھا۔
"میرے خیال میں اب کھانے کو کچھ منگوا لیا جائے۔ ویسے بھی میں آج پہلی اور آخری بار تمہارے ساتھ ڈنر پر آئی ہوں۔"
اس نے اتنے سرسری انداز میں موضوع بدلا تھا

نوفل لب بھینچے اسے گھورنے لگا۔ اور ایسا ہرگز نہیں تھا کہ ثانیہ اس کی نگاہوں کی خفا خفا سی تپش سے بے خبر ہوتی۔

"کیا چاہتے ہو نوفل۔۔۔؟"

بے حد رسان سے پوچھا تو اس کی توجہ پر وہ یوں مسکرایا جیسے اس کے پھر سے اس موضوع پر آنے سے اس کی خواہش پوری ہو گئی ہو۔

"میں تمہیں وارن کرنا چاہتا ہوں کہ۔

وہ پرندے جو آنکھ رکھتے ہیں
سب سے پہلے اسیر ہوتے ہیں

"ہاہ۔۔۔" وہ لاپروائی سے مسکرائی پھر بہت دلچسپی سے پوچھنے لگی۔

ویسے تمہارے دل و دماغ پہ عشق کا موسم سال میں

کتنے ماہ تک رہتا ہے۔۔۔؟"

"یہ آنے جانے والا موسم نہیں ہے تانیہ مراد! کہ سردیوں میں منجمد گرمیوں میں پگھلا دینے والا بہار میں سرسبز اور خزاں میں اجاڑ و بیابان میرے نزدیک تو

عشق کو یہ کمال حاصل ہے
وقت بے وقت اچھا لگتا ہے

"مائی گاڈ۔۔۔ نوفل تم تو لگ رہا ہے کہ دیوان گھول کے پی آئے ہو مگر یقین کرو کہ آج میں نے لنچ ٹائم میں کچھ بھی نہیں لیا تھا۔ اب پلیز ذرا زندگی کی طرف لوٹ آؤ۔"

وہ اکتا گئی تھی۔

"اسٹوپڈ! کھانا پینا ہی زندگی نہیں ہوتا۔" وہ جھنجلا گیا۔

"اب تم مکر رہے ہو نوفل! تم مجھے یہاں ایک اچھے سے ڈنر کے لیے لائے تھے۔ اور یہاں آکر مسلسل میرا دماغ کھا رہے ہو۔"

انگشت شہادت اٹھا کر وہ تنبیہی انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تنی اچھی لگتی ہو نا بعض اوقات۔۔۔ پتا نہیں دل کیا کیا چاہنے لگتا ہے۔"

اپنے پسندیدہ موڈ میں آکر وہ ہمیشہ بہت مطمئن لگتا تھا، مگر تانیہ بہت اچھی طرح جانتی تھی کہ اسے خاموشی سے سنے جانے کا مطلب ہے اپنی برداشت کا امتحان لینا۔ جو اسے بہت مشکل لگتا تھا۔

"کبھی دوسروں کے دل کا بھی خیال کر لیا کرو نوفل۔"

اپنے خوبصورت جملے کے اس قدر جھنجلائے ہوئے ٹھنڈے ٹھار اثر نے نوفل کو گہری سانس لینے پر مجبور کر دیا۔ مایوس ہو کر اس نے ویٹر کو بلایا اور کھانے کا آرڈر دینے لگا۔ تانیہ نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"مجھے یہ سمجھ نہیں آتی تانیہ کہ تم چاہتی کیا ہو۔ اگر نوفل تمہاری طرف سے اقرار محبت چاہتا ہے تو اس میں مضائقہ ہی کیا ہے؟ یہ تو بہت فطری سی بات ہے وہ اپنے دل کی بات سچائی سے تمہیں بتاتا ہے تو تمہیں بھی برابر رسپانس دینا چاہیے۔"

عائزہ اس کی خالہ زاد ہی نہیں اس کی بہت اچھی دوست بھی تھی۔ اس کے خلوص کی تو وہ ہمیشہ سے معترف تھی مگر زندگی میں بعض مقام ایسے بھی آتے ہیں جہاں آپ کو دل سے زیادہ سچی گواہی اور کسی کی نہیں لگتی۔

اور اس وقت تانیہ مراد بھی ایسے ہی مقام پر کھڑی تھی۔

بہت غور سے عائزہ کی بات سننے کے باوجود ایک بار بھی اس کے دل نے لبیک نہیں کہا تھا۔

"سچائی۔۔۔" اس نے بالآخر گہری سانس اندر کھینچی تھی۔ پھر قدرے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"یہی ایک خاصیت تو اس کے انداز سے نہیں جھلکتی ہے۔"

"ڈفر ہو تم تانیہ مراد!" عائزہ چڑ گئی تھی۔

"وہ کیا پاگل ہے جو مجنوں کا جانشین بنا تمہارے پیچھے پھرتا رہتا ہے۔ اس کی باتیں اس کا انداز کچھ بھی تمہیں متاثر نہیں کرتا؟" وہ بے بسی سے بولی۔

"پتا نہیں عائزہ یقین جانو مجھے خود بھی سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہے۔ بس میرے دل سے آواز آتی ہے کہ ابھی نہیں، ٹھہر جاؤ اور پھر بہت سے الفاظ میرے ہونٹوں پر آکر بے جان ہو جاتے ہیں اور میں اسے یہ بھی یقین نہیں دے پاتی کہ زندگی کے ہر موڑ پر میں اس کا ساتھ دوں گی۔"

"پھر بھی تانی وہ سامنے بیٹھا تم پر اپنی چاہتوں کے پھول لٹا رہا ہوتا ہے اور تم بے زاری سے ادھر ادھر دیکھ رہی ہوتی ہو۔ محبت کو کم از کم چہرے سے تو ظاہر ہونا چاہیے کہنا نہ کہنا تو بعد کی بات ہے۔" عائزہ نے اسے سمجھایا تھا۔

"جو دکھائی دے جائے وہ محبت نہیں بلکہ دکھاوا ہوتا ہے۔"

اس کی منطق پر جھنجلاتے ہوئے عائزہ نے اپنا

پیشانی پر ہاتھ مارا تھا۔
"تم بس اپنی ساٹھ کی دہائی کی محبت کو دل میں دبائے ہوئے مر جانا۔"
"ابھی کہاں یار، ابھی تو یہ طے ہونا ہے کہ محبت ہو سکتی ہے یا نہیں۔" اس کا تنجلک سا انداز عائزہ کو اس کی ذہنی حالت کی طرف سے مشکوک کرنے لگا۔
"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا؟ وہ بندہ اس قابل ہے کہ اسے نظر انداز کر دیا جائے؟"
"واقعی۔۔۔" تانیہ نے تائیدی انداز میں سر ہلایا پھر سنجیدگی سے بولی۔ "مگر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ بات وہ بندہ خود بھی بہت اچھی طرح سے جانتا ہے۔"
"تو۔۔۔؟"
عائزہ کا ضبط اس کے مقابلے کا نہیں تھا۔ بمشکل ہی نارمل رہ پائی تھی۔
"تو یہ کہ ہر جگہ اپنی پرسنالٹی کیش کروانے والے نوفل احسان کو تو شاید محبت کے ہجے بھی ٹھیک سے معلوم نہیں۔"
وہ تاسف سے بولی تو عائزہ بے حد بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔
"حواس میں تو ہو تم تانیہ۔۔۔؟ وہ تمہارا منگیتر ہے چار ماہ ہو رہے ہیں اس منگنی کو اور تمہارے یہ خیالات ہیں اس سے متعلق؟"
"خدا کے لیے عائزہ، اب تم لوگ منگیتروں کے متعلق فقط رومینٹیسزم کے حوالے سے سوچنا چھوڑ دو۔ بعد میں بھی تو پریکٹیکل اینڈ ٹیپیکل لائف ہی رہ جاتی ہے۔ کیا پہلے ہی سے تمام صورت حال کو غیر جانبداری سے مد نظر رکھنا بہتر نہیں ہے؟"
وہ اکتا گئی تھی۔ عائزہ نے غصے سے پوچھا۔
"مگر اس قدر بد گمانی کے باوجود اس قدر قریبی رشتہ نبھائے جانا کیا دوغلا پن نہیں ہے؟"
"بعض سے کام دوسروں کی خوشی کے لیے بھی کیے جاتے ہیں مائی ڈیئر۔" اس نے گہری سانس اندر کھینچتے ہوئے مسکرانے کی کوشش کی تھی۔ عائزہ تپ اٹھی۔
"یہ۔۔۔ "کام" نہیں ہے تانیہ مراد، بلکہ تمہاری آئندہ زندگی کی عمارت کی بنیاد میں رکھی جانے والی پہلی اینٹ ہے اور اگر پہلی اینٹ کا نام ہی دوغلا پن ہو گا تو پھر مکمل عمارت کا نام تباہی و بربادی کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔"
"میں دوغلا پن نہیں کر رہی ہوں عائزہ۔۔۔" اس کے طنز سے بھرپور انداز کو تانیہ نے بہت حوصلے سے برداشت کیا تھا۔
"رشتوں کو ان کا صحیح مقام دینے کے لیے ان کی فطرت کو بھی سمجھنا بہت ضروری امر ہے۔"
"مگر ہر رشتے کی فطرت کو سمجھنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور پھر جب مقابل اپنے ہر لفظ سے محبت کا اظہار۔۔۔"
عائزہ اٹل انداز میں کہہ رہی تھی کہ وہ بھی اسی کے سے انداز میں اس کی بات کاٹ کر بولی۔
"یہ تمہاری منطق ہے عائزہ، مگر میں ظاہر پر جان دینے والوں میں سے ہرگز نہیں ہوں۔ بے روح الفاظ سوئے ہوئے جذبات کو چھیڑ تو کیا چھو بھی نہیں سکتے۔"
عائزہ نے تنگ آ کر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

☼ ☼ ☼

"ورکنگ لیڈی ہونا بہت اچھی بات ہے چچا جان، مگر تانیہ کا جاب کرنا مجھے بالکل بھی پسند نہیں۔"
وہ بڑے آرام سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔ تانیہ نے ابو کی دوائیں کا شاپر رکھتے ہوئے پلٹ کر اسے گھورا۔
"مائنڈ یو مسٹر نوفل، یہ جاب میں بہت پہلے سے کر رہی ہوں۔ اب تم اس پر اعتراض نہیں کر سکتے۔"
"دیکھ رہے ہیں آپ کتنا رعب جماتی ہے مجھ پر۔" وہ ابو سے شکایت کر رہا تھا۔ انہوں نے سر کے خفیف سے اشارے سے تانیہ کو گویا منع کیا تھا۔
"اور میری کوئی بات بھی نہیں مانتی۔" وہ مزید پھیلا تھا۔
"جب اس حق کے قابل ہو جاؤ گے تب

دیکھا جائے گا۔" ابو کو دلیہ کھلانے کی خاطر ان کے سینے پر نیپکن پھیلاتے ہوئے وہ لاپروائی سے بولی تو وہ شکایتی نظروں سے ابو کو دیکھنے لگا۔

"اوں۔" انہوں نے نفی میں سر ہلا کر تانیہ کو روکا تو وہ سر جھٹکتے ہوئے انہیں دلیہ کھلانے لگی۔

کاٹن کے سادہ سے کڑھائی والے عام سے لباس میں ملبوس بالوں کو کلپ میں جکڑے وہ کوئی خاص قسم کی لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔ مگر اس کی ذات میں موجود اعتماد اور بے نیازی نے اس میں بے حد کشش بھر دی تھی۔ جو کم از کم نوفل کو تو چیلنج ہی لگتی تھی۔

ان دونوں کے مابین بہت وسیع طبقاتی فرق تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ کبھی نوفل سے متاثر نہیں ہوئی تھی۔ بات کرتے ہوئے اپنی ذات پر اس کا اعتماد قابل رشک ہوتا تھا۔

"اب اور کتنی منتیں کراؤ گی۔ صاف صاف بتاؤ کل آ رہی ہو یا نہیں۔۔۔؟"

وہ قدرے خفا سا ہو گیا۔ مگر تانیہ نے کوئی اثر لیے بغیر کہا۔

"بالکل بھی نہیں۔"

ابو نے اپنا لرزتا ہوا بایاں ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا تو وہ انہیں دیکھنے لگی۔ اسی اثنا میں امی بھی کچن سے فراغت پا کر آ گئی تھیں۔

"کیوں خوامخواہ بات کا بتنگڑ بنا رہی ہو۔ جب بچہ اتنی محبت سے بلا رہا ہے تو تمہیں کیا تکلیف ہے جانے میں؟"

ان کے انداز و الفاظ نے نوفل کو بہت محظوظ کیا تھا۔ جب کہ تانیہ کوفت کا شکار ہونے لگی۔

ابو کے ہاتھ کا دباؤ اس کے ہاتھ پر اور بڑھا تھا پھر انہوں نے بہت دقت کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا تو وہ بے بس سی ہو گئی۔

"اوکے۔۔۔ میں کل آ جاؤں گی۔"

"نہ۔۔۔ نہ۔۔۔ خود سے بالکل مت آنا۔ میں ڈرائیور کو بھیجوں گا۔" وہ فی الفور اسے ٹوک گیا تھا۔

"کیوں۔۔۔؟" تانیہ نے تیوری چڑھائی تو وہ اس کے سوال کو نظر انداز کرتا امی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"چچی جان آپ بھی ضرور آیئے گا۔"

"کہاں بیٹا! اب ان کو اس حالت میں چھوڑ کر کہیں جانا تو بالکل ہی ناممکن ہے۔" وہ دکھی ہو گئی تھیں۔ واپسی پر وہ اس کے پیچھے دروازے تک آئی تھی۔

"تم کل ڈرائیور کو مت بھیجنا۔ میں خود آ جاؤں گی۔"

"بالکل نہیں۔ میری منگیتر رکشہ یا ٹیکسی میں آئے مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا۔" وہ صفا چٹ انداز میں بولا تو تانیہ کو اس کی سوچ پر تاسف ہونے لگا۔ اس نے بے حد اطمینان سے کہا۔

"مگر مجھے بھی تمہاری گاڑی سے اترتے ہوئے کوئی خوشی نہیں ہو گی۔ میں جو ہوں وہی دکھائی دینا پسند کرتی ہوں۔"

"تم جو ہو نا۔۔۔" وہ دانت پیستا اس کی طرف بڑھا تو وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ پھر دوستانہ سے انداز میں بولی۔

"آئی ایم سوری، کیا کروں نوفل، بس میں ایسی ہی ہوں۔" اس کے انداز نے نوفل کو بھی موڈ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"تمہارا قصور نہیں ہے لڑکی میں ہی پاگل ہوں۔"

کر کر کے منتیں تیری عادت بگاڑ دی
دانستہ ہم نے تجھ کو ستمگر بنا دیا

"نوفل پلیز۔۔۔" وہ کراہی تو اس نے قدرے جھک کر انگشت شہادت سے اس کی ناک کو چھوا۔

"کل تمہیں بہت اچھا لگنا چاہیے۔"

"سوری بھئی۔۔۔ میں جیسی ہوں اس سے اچھی بالکل بھی نہیں لگ سکتی۔ تم چاہو تو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتے ہو۔" اس نے فوراً ہری جھنڈی دکھا دی تھی۔

"بہت بری ہو تم تانیہ مراد" وہ اس کے ان رومینٹک جواب پر سلگ اٹھا تھا۔

"جتنی اچھی شکل ہے، کبھی اتنی ہی اچھی بات بھی کر لیا کرو۔"

"سوچوں گی۔" اس کے ٹالنے والے انداز پہ سر جھٹکتا وہ باہر نکل گیا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے دروازہ بند کرنے لگی۔

٭ ٭ ٭

اگلے روز وہ اس عالیشان تقریب میں پہنچی تو لحظہ بھر کو چکرا کر رہ گئی۔

پہلی نظر میں اسے یہی لگا جیسے وہ کسی غیر ملکی فیشن شو میں آ گئی ہے۔ خواتین تو الگ، مرد حضرات بھی فیشن میں ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہے تھے۔ بے باک قہقہے، مترنم ہنسی اور دھیمے سروں میں بجتا آرکسٹرا ماحول کو گرمائے دے رہا تھا۔

وہ شاید یونہی وسیع و عریض لان میں کسی شناسا کو ڈھونڈتی رہتی جب وہ خود ہی اس کی طرف چلا آیا۔ مگر اس "چلے آنے" سے پہلے وہ جس شعلہ جوالہ کے نیم برہنہ شانوں پر بازو دراز کیے کھڑا تھا اسے بھی تانیہ نے اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔

"ہیلو..." اس کے انداز میں محسوس کن گرمجوشی تھی۔

"ہیپی برتھ ڈے..."

تانیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے وش کرتے ہوئے ترو تازہ سرخ گلابوں کا بوکے اور گفٹ پیک اس کے حوالے کیا تھا۔

"تھینکس اے لاٹ۔ گفٹ اور پھولوں کا نہیں بلکہ تمہارے یہاں آنے کا..."

وہ مسکرا رہا تھا پھر اسے سر تا پا دیکھتے ہوئے بے حد صاف گوئی سے بولا۔

"ویسے اگر تم خود پر اتنی ہی محنت کیا کرو تو بے حد خوبصورت لگ سکتی ہو۔"

اب چاہے وہ کتنی ہی پر اعتماد سہی۔ نوفل کی جانچتی نگاہ اسے جز بز کر گئی تھی۔

"میرے پاس ان فضول ایکٹی وٹیز کے لیے ٹائم نہیں ہے۔"

وہ چڑ گئی تو ہلکا سا قہقہہ لگا کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ اپنے مخصوص ساحرانہ انداز میں بولا۔

"ویسے اتنی اچھی تو ضرور لگ رہی ہو کہ میں کہہ سکوں کہ...

مجھے افسوس ہے میں شاہجہاں نہ بن سکا
ورنہ بنواتا کوئی تاج محل تیرے لیے

وہ اس کی نظروں کے جال میں الجھی اپنی نگاہ چراتی ادھر ادھر دیکھنے لگی تو یہ دیکھ کر اسے بالکل بھی حیرت نہیں ہوئی کہ "تقریباً" ساری ہی نگاہیں ان دونوں پر مرکوز تھیں اور رشک کی بجائے حسد سے پر تھیں۔

"تائی جان کہاں ہیں؟"

"اس طرف..."

نوفل نے روشنیوں سے جگمگاتے سوئمنگ پول کے پار اشارہ کیا تو وہ نظروں ہی میں فاصلہ ماپ کر رہ گئی۔

"ان کو چھوڑو، آؤ تمہیں دوستوں سے ملواؤں۔"

وہ آفر کر رہا تھا اس نے نیم رضامندانہ انداز میں سر ہلا دیا کہ اب وقت گزاری کے لیے کچھ مصروفیت تو چاہیے ہی تھی۔

مگر اس کے دوستوں میں جا کر اسے اپنی نادانستہ غلطی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ لڑکیوں کی بے حجابانہ ڈریسنگ اور بیباکانہ انداز اسے نظریں چرانے پر مجبور کر رہے تھے۔

"ویری پریٹی..."

یہ نوفل کے دوست تھے، جو آدھے تیتر آدھے بٹیر کی تفسیر اپنے مسلمان ہونے پر زبردستی، انگریزیت کی چھاپ لگانے پر تلے تھے۔

"شی از لکنگ ویری کول..."

چند ہی منٹوں میں اس پر کئی بے حجابانہ کمنٹس پاس کیے گئے تھے اور وہ تاسف سے نوفل کو دیکھتی رہی جو کھڑا یوں طمانیت و تفاخر سے مسکرا رہا تھا جیسے کوئی اس کی ملکیت کو سراہ رہا ہو۔

"ایکسکیوز می..." وہ تیزی سے پلٹ گئی تھی۔ اسے گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر حیران کھڑے نوفل

کا سکتہ ٹوٹا تھا۔ جب تک وہ گیٹ تک پہنچا وہ باہر نکل چکی تھی۔

"اے... تانی...." تقریباً بھاگتا ہوا وہ اس کا ہم قدم ہوا وہ نہیں رکی تو اس کے سامنے آ گیا تانیہ کو مجبوراً رکنا پڑا تھا۔

"واٹس رونگ ود یو....؟" وہ حد درجہ جھنجلاہٹ کا شکار تھا۔

"میرے ساتھ بہت کچھ غلط ہے نوفل، تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔" وہ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔

ابو نے تو اپنی بیماری سے ہار مان کر بھائی اور بھتیجے کی بات رکھ لی تھی مگر اس کا دل شروع ہی سے مطمئن نہیں تھا۔ بھلا نارتھ پول اور ساؤتھ پول کبھی مل پائے ہیں؟"

"یہ اچانک اب تمہیں اس بات کا احساس کیسے ہونے لگا ہے۔ کہیں تم جیلس تو نہیں ہو رہی ہو؟"

وہ انجان بننے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔ جو تانیہ سے مخفی نہیں تھی۔

"وہاں پر کون سی ایسی لڑکی تھی نوفل، جسے لا کر تم میرے مقابل کھڑا کر سکو؟"

سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے اس نے اس قدر اعتماد سے پوچھا تھا کہ چند سیکنڈز تک وہ اس کی آنکھوں سے جھلکتے استہزائیہ کو دیکھتا رہ گیا۔ پھر سنبھلتے ہوئے ناگواری سے بولا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا، تم کہاں کی حسینہ عالم ہو؟"

"ہر وہ لڑکی حسینہ عالم ہوتی ہے مسٹر نوفل احسان جس کے شریفانہ لباس نے مردوں کی حریصانہ نگاہوں کو روکا ہو۔ اور جس کے شانوں پر کسی غیر نامحرم مرد نے اپنا بازو دراز کرنے کی جرات نہ کی ہو۔"

اس کے ٹھنڈے لہجے نے نوفل کو لاجواب کر دیا تھا۔

"اچھا اب یوں تو مت جاؤ ممی خفا ہوں گی۔"

وہ ملتجیانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ مگر تانیہ اب مزید مروت نبھانے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھی۔

"پھر کبھی سہی نوفل، ابھی میرا موڈ نہیں ہو رہا۔"

لحظہ بھر اسے دیکھنے کے بعد اس نے گہری سانس اندر کھینچی تھی۔

"اوکے... ایز یو لائک، مگر اپنا موڈ ٹھیک کر لو۔"

"موڈ خراب تو نہیں۔ دراصل آفس سے لوٹتے ہی ادھر آنے کی تیاری شروع کر دی تھی۔ سو اب تھکن ہو رہی ہے۔ گھر جا کر آرام کروں گی۔"

وہ آرام سے کہہ رہی تھی۔ نوفل اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"تمہیں تو بس دوسروں کا موڈ خراب کرنا آتا ہے۔"

"ایسا تو کچھ نہیں کیا میں نے۔ وہاں سے بھی ایکسکیوز کر کے آئی ہوں۔" وہ عام سے لہجے میں بولی تھی۔

اور یہ اس کا انداز ہی تو تھا جو نوفل کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتا تھا۔

"کم آن تانیہ، اگر مجھے یہ سب اٹریکٹ کرتا تو تم یہاں کہیں نہ ہوتیں۔"

"اچھا اب جلدی سے مجھے ٹیکسی روک کر دو۔"

دور ہی سے ٹیکسی آتے دیکھ کر وہ بعجلت بولی تو وہ بدمزہ ہو کر اس طرف متوجہ ہو گیا۔

✻ ✻ ✻

خوشبو میں بسا ہوا یہ لہجہ
دستک میرے دل پہ دے رہا ہے
اور ڈھونڈ رہا ہے میرے اندر
اک شاخ بہار رنگ جس پر
اقرار کے پھول کھل رہے ہیں
میں کیسے کروں یہ در کشادہ
اس پر تو وہ قفل پڑ چکا ہے
جس کے لیے سارے اسم بیکار
یہ میرے ستارے کی طرح ہے
تاریک، اداس، غیر آباد
اے میرے خدا میرے بدن میں

ہمت نہیں ہے اب شکستگی کی
شیشے کی طرح ہے اس کا دل بھی
اک ٹھیس سے ٹوٹنے کا ڈر ہے
مالک ہے تو آب و گل، باد کا
قادر ہے ہماری قسمتوں پر
اتنی سی دعا ہے میری تجھ سے
یا اس کے ارادے کو بدل دے
یا میرے ستارے کو بدل دے

"ہیلو مس آدم بیزار" اس اچانک آمد سے گھبرا کر اس نے ڈائری بند کر دی تھی۔

"تم یہاں اکیلی کیا کر رہی ہو؟" بلال اندر چلا آیا تھا۔

"تم اتنی اچانک مت آیا کرو۔ کسی دن میرا ہارٹ فیل کرادو گے۔" پین بند کرتے ہوئے وہ اسے وارن کر رہی تھی۔

"دیکھ لینا، کسی دن اچانک ہی آجاؤں گا تمہاری زندگی میں۔"

وہ ہمیشہ کی طرح پر یقین انداز میں کہہ رہا تھا، تانیہ نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔

"کتنی عاجز ہو تم محبت سے، مگر دیکھ لینا کسی دن اس محبت نے تمہیں عاجز کر دینا ہے۔" وہ اپنی گہری سیاہ آنکھیں اس پر جمائے چیلنجنگ انداز میں کہہ رہا تھا۔ اس کے دل کے گہرے پانیوں میں بھنور پیدا ہونے لگے۔

"ایک تو تم بک بک بہت کرتے ہو۔ عائزہ کدھر ہے؟"

خود کو سمیٹنے میں تو وہ اب یوں بھی ماہر ہو گئی تھی "فوراً" ہی بات بدل گئی اور وہ تو اس کے ہر انداز سے واقف تھا اب بھی اس کے یوں پہلو بچانے پر مسکراتے ہوئے بولا۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ اب آنے کی باری تمہاری ہے۔"

"یعنی تم اکیلے ہی اپنی یہ فضول سی شکل لے کر آگئے ہو۔"

اس کے مسکراہٹ دبا کر کہنے پر وہ جیسے بہت صدمے کا شکار ہوا تھا۔

"پتا ہے، بہت بڑے ہدایت کار کی آفر ریجیکٹ کر کے آرہا ہوں اور تم اسے فضول سی شکل کہہ رہی ہو۔"

اس کی بات پر وہ اپنی ہنسی روکتے ہوئے بولی۔

"ظاہر ہے اتنا پڑھنے لکھنے کے بعد تم فلم کے سیٹ پر لائن مین یا پھر۔ "چھوٹے" کی نوکری تو نہیں کر سکتے نا۔"

"تم بہت بد تمیز ہو تانی۔" وہ بھی ہنس دیا تھا۔

"میری اس اضافی خوبی پر روشنی ڈالنے کا شکریہ، آؤ اب اس مہربانی کے انعام کے طور پر تمہیں ایک کپ اچھی سی چائے پلواؤں۔" وہ خوشگوار انداز میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تانیہ۔ نوفل کا فون آیا تھا، تم سو رہی تھیں تو اس نے جگانے سے منع کر دیا کہہ رہا تھا کہ دوبارہ فون کرے گا۔"

امی نے اسے دیکھتے ہی بتایا تو وہ سر ہلا کر بلال کی طرف متوجہ ہو گئی جو خاموش سا بیٹھا تھا۔

"تمہاری جاب کیسی چل رہی ہے؟"

"بس ٹھیک ہی ہے۔" وہ اکتائے ہوئے انداز میں بولا تھا۔

"وہ کیا نام ہے تمہارے دوست کا، جس کی بہت بڑی ایڈورٹائزنگ ایجنسی ہے۔ سنا ہے کہ اس نے تمہیں بہت پاپولر کولڈ ڈرنک کا ایڈ آفر کیا ہے۔" وہ بڑی دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ اس کا بھی موڈ بدلنے لگا۔

"روفی۔۔۔ وہ تو بہت کہہ رہا ہے۔ اگر دل چاہا تو کرلوں گا۔"

"کم آن بلال، اتنا اچھا موقع مت گنواؤ۔ اور پھر خود سوچو تمہارے ایز اے ماڈل پاپولر ہونے سے ہمیں کتنا فائدہ ہو گا۔ میں سب کو بتا کر امپریس کروں گی کہ تم میرے کزن ہو۔"

وہ پرجوش ہو رہی تھی۔ بلال ہنس دیا۔
"فائدہ تو مجھے بھی بہت ہو گا لڑکیاں ہر وقت میرے اردگرد پھرا کریں گی۔"
"خیر اب ایسے بھی ہیرو نہیں بن گئے تم۔ بس تھوڑی سی شکل اچھی ہے۔"
وہ فوراً ہی اس کی بات کاٹ گئی تھی۔
"جیلس ہو گئی ہو۔" وہ بڑے یقین سے پوچھ رہا تھا۔
"جی نہیں۔"
"ہاں بھئی۔" اس نے ہلکی سی متاسفانہ سانس بھرتے ہوئے لطیف سا طنز کیا۔
"نوفل احسان کے رنگ ڈھنگ دیکھ دیکھ کر تم میں سے جیلسی کا جذبہ ہی ختم ہو گیا ہے۔" وہ ٹھٹھک گئی تھی۔
"یہ نوفل ہمارے بیچ کہاں سے آ گیا؟"
اور بلال کے ضبط کی بھی آخری حد یہی تھی خوشدلی و خوش مزاجی کے سارے لبادے پل بھر میں ہی اشتعال کی زد میں آکر اتر گئے۔
"یہی تو میں بھی جاننا چاہتا ہوں تانیہ مراد کہ یہ نوفل ہمارے بیچ کہاں سے آ گیا؟" بلال کے مشتعل سے انداز نے اسے ششدر کر ڈالا تھا۔
وہ بالکل ساکت بیٹھی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ مزید کچھ کہے سنے بغیر تیزی سے اٹھ کر چلا گیا۔
"بلال چلا گیا کیا۔؟"
امی چائے لے کر آئیں تو اسے گم صم بیٹھا دیکھ کر حیرت سے پوچھنے لگیں۔
"ہاں۔ کوئی کام یاد آ گیا تھا اسے۔"
اسے یکلخت ہی اپنے وجود میں تھکن ڈیرے ڈالتی محسوس ہوئی تھی۔
"پاگل ہے بالکل۔"
امی بڑبڑاتے ہوئے تانیہ کے لیے کپ میں چائے نکالنے لگیں۔
"واقعی، بالکل پاگل ہے۔"

تانیہ کے پہلو میں اک ٹیس سی اٹھی تھی۔

☼ ☼ ☼ ☼

کیوں چہرہ اترا اترا ہے، کیوں بجھی بجھی سی آنکھیں ہیں

سنو عشق تو ایک حقیقت ہے اسے کب تک تم جھٹلاؤ گی

وہ بہت فرصت کے عالم میں تھا۔
کمپیوٹر آف کر کے دانت پیستے ہوئے وہ اس کی طرف پلٹی تھی۔
"نوفل خدا کے لیے۔ تھوڑی دیر کے لیے اپنا یہ "دیوان خانہ" بند رکھو، ساتھ والے کیبن میں ساری آواز جاتی ہے۔"
"جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔" وہ شانے اچکا کر لاپروائی سے بولا تھا۔
"میں نے تمہیں آفس آورز میں آنے کو منع کیا تھا مگر تم پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔" وہ جی بھر کر خفا ہو رہی تھی۔ باس کی بات اور تھی مگر جب بھی ان کا بیٹا آفس سنبھالتا تو سارا اسٹاف بہت الرٹ اور کانشس رہتا تھا۔
"تمہارا آفس ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ اب تم جلدی سے میرے ساتھ چلو۔"
وہ بڑے آرام سے کرسی پر جھولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ فائلیں سمیٹتی وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔
"ایکسکیوزمی۔ میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جا رہی۔" اسے باور کرایا مگر وہ اسی انداز میں بولا۔
"مگر میں تمہیں لینے آیا ہوں۔"
"نوفل پلیز۔ میرے بھی کچھ اصول ہیں جن کی خلاف ورزی مجھے کسی صورت قبول نہیں۔" وہ بالکل سنجیدہ تھی۔
"موسم اچھا ہو رہا ہو، اتنا ہینڈسم بندہ ساتھ ہو تو لانگ ڈرائیو کی آفر ریجیکٹ نہیں کرتے۔" وہ لاڈ دے رہا تھا۔
"آئی ایم سوری، مگر مجھے سیدھا گھر جانا ہے۔ ابو کی

طبیعت رات سے کچھ ٹھیک نہیں ہے۔"
اس نے چیزیں سمیٹ کر دراز لاک کرتے ہوئے صاف گوئی سے کہا تو وہ سنجیدہ ہو گیا۔
"کبھی تو میری کوئی خواہش پوری کر دیا کرو۔ میری محبت کا یہ صلہ دیتی ہو فقط بے رخی اور بیگانگی۔"
"نوفل پلیز' اب تم دوبارہ سے وہی ٹاپک لے کر مت بیٹھ جانا تم میرے منگیتر ہو۔ کچھ عرصے بعد ہماری شادی بھی ہو جائے گی۔ محبت بعد کا مسئلہ ہے کم از کم میں ابھی سے لفظوں میں اس کا حسن ضائع نہیں کر سکتی۔" وہ سنجیدگی سے کہتی اسے جذباتی ہونے سے روک گئی تھی۔
"ایک تو تمہیں ہنسانے میں چھ گھنٹے لگتے ہیں مگر خفا ہونے میں تم منٹ بھی نہیں لگاتیں۔ بہت ظالم ہو تم' ٹھیک سے خوش بھی نہیں ہونے دیتیں۔" اس کی باتیں' اس کے انداز کی دلکشی۔ لب و لہجے کا ساحرانہ پن اور آنکھوں سے جھلکتی سرمستی۔
"کچھ بھی تو نظر انداز کرنے کے قابل نہیں تھا مگر۔۔۔" تانیہ سر جھٹکتی اٹھ کھڑی ہوئی۔
"تم یوں کرو کہ مجھے گھر ڈراپ کر دو' تمہاری بات بھی رہ جائے اور میری بھی۔"
اس کے مشروط حل پر نوفل اسے گھور کر رہ گیا۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ تانیہ مراد کو اس کی بات سے ہلانا ایک مشکل مرحلہ ہے۔

☼ ☼ ☼

خالہ جان نے اس کی کشادہ پیشانی چوم لی تو خالو جان نے اس کے اونچے لمبے وجود کو بانہوں میں بھر کر اپنی محبت اس پر نچھاور کی تھی۔ تانیہ مسکراتی ہوئی خوشیاں اکٹھی کرتے بلال کو دیکھ رہی تھی۔
عائزہ نے اس کی نئی اور پہلے سے بہترین جاب کی خوشی میں چھوٹی سی پارٹی ارینج کی تھی۔ امی تو تھوڑی دیر بیٹھ کر مبارک باد دے کر چلی گئیں جب کہ تانیہ ابھی یہیں موجود تھی۔
ان لوگوں کی سادگی اور محبت دیکھ کر اسے نوفل کی برتھ ڈے پارٹی یاد آنے لگی۔ جہاں فقط ہوس و حرص اور مکرو فریب کی چکا چوند تھی اس کے اندر تھکن اور آزردگی اترنے لگی۔
"تم کہاں ہو؟" بلال نے اس کی نگاہوں کے آگے چٹکی بجائی تو وہ جھینپ سی گئی۔
"میں یہیں ہوں مجھے اور کہاں جانا ہے۔"
"تو پھر اپنا یہ وعدہ یاد رکھنا۔" اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہتے ہوئے وہ پلٹ گیا تھا۔
یہ دیکھے بغیر کہ اس کے الفاظ سن کر وہ یکلخت کس قدر نڈھال سی دکھائی دینے لگی تھی۔
شام کو وہ خود اسے گھر چھوڑنے آیا۔ پندرہ منٹ کی واک تھی سو وہ پیدل ہی چل دیے۔ اس کی خاموشی بلال کو بہت محسوس ہو رہی تھی۔
"کچھ پریشان ہو تم؟"
کافی دیر نظر انداز کرنے کے بعد اب وہ خود کو روکنے سے قاصر رہا تھا
"نہیں۔۔۔" وہ مختصراً بولی۔
"تو پھر اتنی خاموش کیوں ہو؟ ذرا بھی اچھی نہیں لگ رہیں۔ حالانکہ تم نے میرا فیورٹ رائل بلیو کلر پہنا ہوا ہے۔" وہ اب صاف طور پر اسے چڑا رہا تھا۔ اور وہ واقعی چڑ گئی۔
"کبھی اپنی شکل بھی آئینے میں دیکھ لیا کرو۔"
"اس کے لیے تو مہ جبینوں کی آنکھیں ہی کافی ہیں ڈیئر کزن' ایک ماہ کے اندر اندر میرے ٹی وی کمرشل نے دھوم مچا دی ہے۔ اگلے دو ایڈ ایک غیر ملکی کمپنی کے ہیں۔" وہ مسکراہٹ دبائے کہہ رہا تھا۔
اور اس کی بات کا ایک بھی لفظ غلط نہیں تھا مگر وہ ناک سکوڑ کر بولی۔
"ہونہہ۔۔۔ اتنے اچھے تو نہیں لگ رہے تھے ایک لڑکی کو کرمنلز سے بچایا کولڈ ڈرنک اٹھائی اور لڑکی کو وہیں چھوڑ کر وہاں سے چل دیے۔ یعنی لڑکی کی کوئی اہمیت ہی نہیں' بس کولڈ ڈرنک میں جان اٹکی ہوئی ہے۔"
"شو پڈ ہو تم' اتنا زبردست ایڈ ہے تم واحد ہو جو

نقص نکال رہی ہو۔ حالانکہ سب نے میری اتنی تعریف کی ہے۔" وہ جل کر رہ گیا۔ ثانیہ کا جی چاہا قہقہہ لگا کر ہنس دے۔

"لوگوں کا کیا ہے جی' وہ تو چڑھتے سورج کی پوجا کرتے ہیں۔"

ہمدردانہ لہجے میں کہا تو قدرے توقف کے بعد وہ دھیمے لہجے میں آزردگی سمیٹ کر بولا۔

"تم نے تو تب بھی مجھے کچھ نہیں سمجھا تھا جب میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اور اب تو میرے مقابل نوفل احسان ہے۔ ایک بزنس ٹائکون کا بیٹا۔" وہ کھول کر رہ گئی۔ وہ بات کو کس سمت لے جا رہا تھا۔

"شٹ اپ بلال۔۔۔" بے بسی کی انتہا اسے غصے کی ابتدا تک لے آئی تھی۔

"تم خواہ مخواہ خود کو بھی اذیت دیتے ہو اور مجھے بھی۔"

"اور میں۔۔۔ میرا کچھ نہیں۔ کیا میں اذیت میں نہیں ہوں۔؟ تمہیں کسی اور کے حوالے سے دیکھتے ہوئے میرے دل میں جو طوفان اٹھتا ہے نا۔ وہ کسی دن سب کچھ تباہ و برباد کر دے گا۔"

وہ مشتعل سا مٹھیاں بھینچے غصہ ضبط کر رہا تھا۔ ثانیہ اپنا غصہ بھول کر ارد گرد دیکھنے لگی۔ ان کا جھگڑا کسی کو بھی متوجہ کر سکتا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے بلال۔۔۔؟" اچھی خاصی زندگی میں کیوں خواہ مخواہ کی ہلچل مچا رہے ہو۔" وہ قدرے نرم پڑ گئی تھی۔

"بچپن سے جو خواب میں دیکھتا آ رہا ہوں وہ مجھ سے چھین لیا گیا ہے تو بتاؤ اب کس مقصد کے لیے یہ زندگی خوشدلی سے گزاروں؟" وہ تلخ ہونے لگا تھا۔

ثانیہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹک گیا۔

"بلال پلیز' زندگی میں اور بہت سی خوشیاں تمہاری منتظر ہیں۔" وہ اس کی بات کاٹ گیا۔

"میری زندگی کی تمام خوشیاں اور خوبصورتی تم سے مشروط ہے ثانیہ۔ تم نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ہاں زندگی کا بوجھ ضرور ہے کندھوں پر جسے بہت سے رشتوں کی خاطر ڈھو رہا ہوں۔"

اس کا زندگی سے اکتایا ہوا لہجہ ثانیہ کو خوفزدہ کر گیا۔ بے اختیار وہ اس کا ہاتھ تھام گئی تھی۔

"ایسی باتیں مت کرو بلال' زندگی میں ہر چیز تو ہمارے لیے نہیں ہوتی نا۔"

"میں اتنی آسانی سے ہار نہیں مانوں گا ثانیہ مراد' جس خواب کے یقین میں میں نے ایک عمر گزار دی ہے اسے سراب سمجھ کر بھول جانا تمہارے لیے تو آسان ہو سکتا ہے مگر میرے لیے نہیں۔"

وہ اس قدر جنونی اور محبت میں پاگل لگ رہا تھا کہ ثانیہ کا دل سہم گیا۔ اس کا جی چاہا وہیں سڑک کے بیچوں بیچ بیٹھ کر زور زور سے رونا شروع کر دے۔

عجلت میں کیے گئے ایک غلط فیصلے نے کتنے ہی دلوں کو توڑ ڈالا تھا۔

"ایسا مت سوچو بلال' تمہیں کیا ضرورت پڑی ہے اپنی زندگی برباد کرنے کی۔ میں بھی تو ایک اچھی زندگی گزارنے والی ہوں پھر تم کیوں۔۔۔" اس نے ملتجیانہ انداز میں کہنا چاہا مگر وہ تند و تیز لہجے میں اس کی بات کاٹ گیا۔

"تمہیں جیسی زندگی گزارنی ہے تم گزارو۔ میرا نہ تم نے پہلے کبھی سوچا تھا اور نہ اب سوچنا۔"

"بلال تم۔۔۔"

اس نے رندھے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا مگر وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے بولا۔

"گھر آ گیا ہے۔ تم جاؤ۔"

"اندر تو آؤ نا۔" وہ ملتجیانہ انداز میں بولی تو خیال یہی تھا کہ اندر جا کر اسے سمجھانے کی کوشش کرے گی مگر وہ نفی میں سر ہلا کر واپس پلٹ گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ وہی ثانیہ مراد تھی۔ ایک عام سے سرکاری آفیسر کی بیٹی' مگر نوفل احسان کی نگاہ اس پر بہت خاص انداز میں پڑی تھی۔ تایا جان کا بزنس تائی جان کے بیورو کریٹ باپ اور بھائیوں کی وجہ سے جس سطح پر جا رہا تھا

اس کی بدولت وہ تمام غریب عزیز و اقارب کے ساتھ ساتھ اپنے سگے بھائی سے بھی دور ہوتے چلے گئے تھے۔

یونہی ایک نجی تقریب میں نوفل کا تانیہ سے ٹکراؤ ہوا تھا۔ تب تک تانیہ کو آخری بار دیکھے اسے دس سال ہو چکے تھے۔ تعارف سے پہلے وہ اسے قطعی پہچان نہیں پایا تھا۔

"کیا کرتی ہو تم؟" یونہی مروتاً وہ پوچھ رہا تھا۔

"جاب کر رہی ہوں۔" وہ تکلفاً بھی نہیں مسکرائی تھی۔

"ایم بی اے کرنے کے بعد ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں اسسٹنٹ مینیجر کی جاب کر رہی ہے۔"

امی نے گویا اس کی بداخلاقی پر اس کی قابلیت کا پردہ ڈالنے کی مقدور بھر کوشش کی تھی۔

تب نوفل نے غیر محسوس کن مگر جانچتی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ دلفریب نقوش اور کھڑی مغرور ناک کے ساتھ وہ بالکل سادگی میں بھی نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں لگ رہی تھی۔

ابتدائی تعارف کے بعد ابھی وہ اگلا سوال کرنے ہی لگا تھا کہ وہ بعجلت ایکسکیوز کرتی انتہائی جوش و خروش سے ہاتھ لہراتی اپنی کسی کزن کی طرف بڑھ گئی۔ نوفل احسان یونہی کھڑا رہ گیا تھا۔

بھلا آج تک ایسا کب ہوا تھا کہ کوئی لڑکی اس کی شخصیت کے ٹرانس سے بچ پائی ہو۔ مگر یہاں تو جیسے نوفل احسان کی گرد بھی اسے چھو نہیں پائی تھی۔ تب اس نے تنفر سے سوچا۔

"بعض ایسی بھی ہوتی ہیں صرف ٹائم ہائکتی ہیں۔"

درحقیقت تانیہ کا لاپروا انداز اسے بری طرح چبھا تھا۔

ایک ایسا شخص جس کی ساری توجہ فقط لڑکیوں سے اپنی پرسنیلٹی کیش کرانے پر صرف ہوتی ہو وہ ایک بالکل عام سے انداز و ادا والی لڑکی کی اس "گستاخی" کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

اسی روز سے اس نے تانیہ مراد کو اپنا چیلنج بنا لیا۔

ایک ایسا ٹارگٹ جسے سر کرنا اس کا مشن بن گیا تھا۔ مگر اگلے تین ماہ میں وہ چکرا کر رہ گیا۔ نوفل کو لگا اس کا مشن اب فقط "مشن امپاسیبل" بن کے رہ جائے گا۔

ان تین ماہ میں نا صرف اس نے چچا جان کے ساتھ تعلقات بحال کیے تھے بلکہ وقت بے وقت ان کے ہاں آنا جانا بھی شروع کر دیا اور اسے حیرت اس بات پر تھی کہ ان تین ماہ میں تانیہ کے ساتھ اس کی گفتگو محض رسمی کلمات تک ہی محدود رہی تھی۔ اس سے آگے وہ ہاتھ ہی کب آتی تھی۔

آفس سے آنے کے بعد کھانا کھا کر تھوڑا ریسٹ کرتی اس کے بعد چچی جان کے ساتھ رات کے کھانے کی تیاری پھر ٹی وی دیکھنے کے دوران کبھی کبھار آفس ورک اور اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں جا کر سو جاتی۔

"زندگی میں اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے تانیہ مراد۔ تم نے تو اسے صرف کام کرنا، کھانا اور سونا ہی فرض کر لیا ہے۔"

ایک روز نوفل کو موقع ہاتھ لگ ہی گیا تھا۔

"میں تو ہمیشہ ہی سے ایسی ہوں۔ تمہیں کوئی اعتراض ...؟"

اس نے حیران ہونے کی بجائے رسانیت سے کہتے ہوئے نوفل کی طرف دیکھا تو وہ اس کے اعتماد کا معترف ہونے لگا۔

پھر ہونٹوں پر "چارے" والی دلکش مسکراہٹ بکھیر کر شکوہ کرنے لگا۔

"بالکل ہے بھئی، اتنے دنوں سے تمہارے گھر آ رہا ہوں تم سے اتنا نہیں ہو سکا کہ کزن نہ سہی مہمان ہونے کے ناتے ہی سے کچھ اہمیت دے دو۔"

وہ ہوا سے اڑتے بال کان کے پیچھے اڑستی بہت اطمینان سے بولی۔

"مہمان وہ ہوتا ہے جو کبھی کبھار آئے۔ تم تو روزانہ آتے ہو۔ اور کزن ہونے کے ناتے سے اہمیت دینے کا کیا مطلب ہے۔ جو رشتہ ہے، وہ نہ تو میرے اہمیت دینے سے زیادہ ہو جائے گا اور نہ اگنور کرنے

ہے کم"

تب صحیح معنوں میں نوفل کو احساس ہوا تھا کہ یہ لڑکی اسے خاصا ٹف ٹائم دے گی۔ مگر در حقیقت وہ نوفل کے بنائے گئے ایک ذہنی پیمانے پر اتنی کھری اتری تھی کہ وہ اسے مدار بنائے اس کے گرد چکر لگانے پر مجبور ہو چکا تھا۔

چچا جان کو تو وہ یوں بھی اپنا گرویدہ بنا ہی چکا تھا۔ اب وہ اس پر بے حد انحصار کرنے لگے تھے۔ ہر کام میں اب بھتیجے کا مشورہ خاص اہمیت رکھنے لگا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ ثانیہ کو گھریلو معاملات میں اس کی مداخلت پسند نہیں ہے مگر وہ نظر انداز کر گیا۔ فی الوقت وہ چچا جان پر پوری طرح اثر انداز ہونا چاہتا تھا۔ اور اس میں کامیاب بھی رہا۔ ان کی زبان پر ہر وقت نوفل ہی کا نام رہنے لگا تھا۔

اور تب ہی۔۔۔ شاید قسمت بھی نوفل کا ساتھ دینے پر تل گئی۔ مراد حسن کے جسم کی داہنی سائیڈ پر فالج کا شدید اٹیک ہوا تھا۔ جان تو بچ گئی مگر وہ بالکل مفلوج ہو کر بستر پر پڑ گئے۔

خالہ اور خالو جان نے ان کا پورا ساتھ دیا تھا۔ عائزہ اور بلال کتنی ہی دیر اس کا حوصلہ بڑھاتے رہے تھے۔

ان دنوں بلال جاب کے سلسلے میں شہر سے باہر تھا۔ وہ آفس سے لوٹی تو اسے تایا جان اور تائی جان کی آمد کی خبر ہوئی، جو بند کمرے میں امی ابو کے ساتھ جانے کیا مذاکرات کر رہے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ ابو ثانیہ اور امی کی طرف سے بے حد فکر مند رہنے لگے تھے۔ ایک چلتا پھرتا زندگی سے بھرپور شخص یوں بستر کا ہو کر رہ جائے۔ ساری دنیا سے کٹ جائے تو وہ کیونکر حوصلہ کر سکتا ہے۔ وہ بول نہیں سکتے تھے مگر ان کی آنکھوں سے ہر وقت نمی اور مایوسی جھلکتی رہتی تھی۔ اور جب کمرے کا دروازہ کھلا تب ثانیہ کو پتا چلا کہ اس کی قید کا وقت آگیا ہے۔ وہ لوگ ثانیہ کے لیے نوفل احسان کا پرپوزل لائے تھے۔

ابو کی بے بس کیفیت اور آنکھوں میں چمکتی نمی نے ثانیہ کی ساری طاقت سلب کر لی تھی۔ نفی میں ہلتے سر کو روک کر اپنی روح کی پوری طاقت صرف کر کے اس نے بمشکل ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجا کر سر جھکا لیا اسی وقت ہیرے کی قیمتی انگوٹھی اس کی انگلی میں آگئی۔

خالہ جان کو خبر ہوئی تو وہ تڑپ اٹھیں۔ اسی وقت دوڑی چلی آئیں۔

مگر کیا کیا جاتا کہ وقت ریت کی طرح مٹھی سے پھسل چکا تھا۔ اور ثانیہ ہر طرف سے کان اور آنکھیں بند کیے اچھی بیٹی بننے اور باپ کو زندگی کی طرف لانے کی تگ و دو میں مگن تھی۔

"یہ تم نے کیا کر دیا ثانیہ۔۔۔؟" سب سے زیادہ مشکل اسے بلال کا سامنا کرتے ہوئے ہوئی تھی۔ وہ بے حد خائف سا تھا۔

اب چاہے دونوں کے مابین کبھی ان لطیف جذبات کا اظہار نہ ہو مگر بچپن سے اب تک وہ دونوں بہترین ساتھی رہے تھے۔ ایک دوسرے کی توجہ کے عادی رہے تھے۔ ایک خاموش سا معاہدہ تو تھا ہی دونوں کے درمیان۔

"نوفل احسان تمہارے لیے اتنا اہم کب سے ہو گیا کہ تم نے مجھے ری پلیس کرتے ہوئے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کی۔" چند لمحوں کے لیے تو وہ بولنا بھی بھول گئی۔ مگر عقل نے فوراً ہی دل کا ہاتھ تھام لیا۔ زندگی کے اس دور میں جب وہ خود غیر یقینی حالات میں سے گزر رہی تھی کیسے اس کے ہاتھ میں امید کی ڈور تھما دیتی۔

"اف۔۔۔ میں سمجھی پتہ نہیں کیا ہو گیا۔" اس نے خود پر خوش باش سی ثانیہ مراد کا خول چڑھا لیا تھا۔

"بھئی ہر لڑکی کی زندگی میں کبھی نہ کبھی تو یہ وقت آتا ہی ہے۔ میری دفعہ ایسی کیا انوکھی بات ہو گئی؟"

"یہ کہ تم نے مجھے اپنی زندگی میں سے کسی فالتو شے کی طرح نکال پھینکا ہے۔" وہ مشتعل ہو اٹھا تھا۔

"میں تو تمہیں انوائیٹ کرنا چاہتی تھی۔ عائزہ نے بتایا کہ تم جاب کے سلسلے میں کراچی گئے ہوئے ہو کوئی

کنٹیکٹ نمبر بھی نہیں چھوڑا تھا تم نے ورنہ میں تمہارے بغیر یہ منگنی کیسے کر سکتی تھی۔"

تڑپتے دل پر عقل کا پاؤں تختی ہے۔ جمائے وہ اس وقت اتنا ہی خوش دکھائی دے رہی تھی۔ جتنا کہ اپنی پسند کا شخص ملنے پر کوئی بھی لڑکی خوش ہو سکتی تھی۔ وہ یکلخت ہی ہار سا گیا۔

"تم کر سکتی ہو تانیہ مراد۔۔۔ میرے بغیر تم کچھ بھی کر سکتی ہو۔" وہ مزید کچھ کہے بغیر اٹھ کر چلا گیا۔

مگر اپنے دل کی تڑپ وہیں کہیں چھوڑ گیا جس نے اسی پل سے تانیہ مراد کے دل کو اپنی جکڑ میں لے لیا تھا۔ اور وہ احتجاج بھی نہیں کر پائی بس تکیے میں منہ چھپائے بے بسی سے آنسو بہاتی رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

اگلے روز وہ آفس سے سیدھی خالہ جان کی طرف گئی تھی۔ حالانکہ کل کی پارٹی میں وہ شام تک یہیں رہی تھی اس کے باوجود خالہ جان نے اسے یوں بھینچ کر پیار کیا جیسے وہ دنوں بعد آئی ہو۔

ان کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ اسے تو ہمیشہ انہوں نے اپنے آنگن میں چلتے پھرتے سوچا تھا۔ کیسے لمحوں میں پرائی ہو گئی تھی۔

"عائزہ کہاں ہے۔۔۔؟" اس نے ٹک کر بیٹھتے ہی پوچھا تھا۔

"ابھی ٹیوشن والے بچے پڑھ کے گئے تو فوراً ہی سونے کو لیٹ گئی۔ ابھی جگا دیتی ہوں۔"

وہ انہیں منع کر کے قدرے جھجک کر بولی۔

"بلال آ گیا ہے آفس سے۔۔۔؟"

"اپنے کمرے میں ہے۔" وہ بتا کر رکیں۔ پھر شکایتاً کہنے لگیں۔

"نئی نئی ملازمت ہے مگر اسے ذرا بھی احساس نہیں۔ آج آفس نہیں گیا۔ پوچھا تو بولا کہ جی نہیں چاہ رہا۔ تم ہی سمجھاؤ اسے میری تو سنتا ہی نہیں۔"

"اچھا یہ بتائیں کہ پکایا کیا ہے؟" وہ موضوع بدل گئی تو وہ بھی مسکرا دیں۔

"تمہاری پسند کے قیمہ کریلے ہیں۔"

"آپ میرے لیے کھانے کا بندوبست کریں میں ابھی ایک شفٹ بلال صاحب کے ساتھ لگا کر آتی ہوں۔" وہ بڑے لاڈ سے کہتی اٹھ گئی تو وہ مسکراتی ہوئی کچن کی طرف چلی گئیں اس نے آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔

ٹھنڈی سی تاریکی میں تکیہ منہ پر رکھے وہ بستر پر آڑھا ترچھا لیٹا تھا۔ ہلکی سی دستک دے کر وہ اندر آ گئی۔

وہ تکیہ پرے کر کے آنے والے کو دیکھنے لگا۔

"ابھی تک سو رہے ہو۔۔۔ بھگوڑے۔۔۔"

تانیہ نے اسے چھیڑنے کی خاطر لطیف سا طنز کیا تو وہ سلگ اٹھا۔

"بھگوڑا میں نہیں تم ہو' میدان محبت میں مجھے تنہا چھوڑ کر تم بھاگی ہو میں نہیں۔" وہ اب کھلم کھلا اظہار پر اتر آیا تھا۔ تانیہ نے اس کا انداز و الفاظ نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے آفس سے بھاگنے کی بات کر رہی ہوں۔"

"تم میری گارجین نہیں ہو جو یوں پوچھ گچھ کر رہی ہو۔" وہ ساری دنیا سے خفا لگ رہا تھا۔ وہ تھک کر بستر کے کنارے ٹک گئی۔

"کیوں سب کو ڈسٹرب کر رہے ہو بلال؟"

وہ بھڑک کر اٹھا تھا۔

"کیا تکلیف دی ہے میں نے کسی کو۔ اور تم۔۔۔ تم نے جو میری پوری زندگی ڈسٹرب کر کے رکھ دی ہے وہ کچھ نہیں تمہارے لیے؟" باوجود ضبط کے تانیہ کی آنکھوں میں دھند سی اترنے لگی۔

"میں نے کیا کیا ہے بلال۔۔۔؟" اس کے ہارے ہوئے لہجے کا بھیگا پن صاف ظاہر تھا۔

"میں نے تو ہمیشہ خود کو اپنے جذبوں کو سینت سینت کر رکھا۔ بلال کبھی کسی کی پذیرائی نہیں کی۔ خود کو ہمیشہ ایک بے حد پریکٹیکل لڑکی کے روپ میں ڈھالے رکھا کہ میں نہ تو خود اپنی آزمائش چاہتی تھی اور نہ ہی

کسی دوسرے کی۔"
وہ اسی مشتعل سے انداز میں اس کی بات کاٹ گیا۔
"تم کبھی بھی میرے جذبات سے بے خبر نہیں تھیں تانیہ مراد' آنکھیں پڑھنے کا فن تو مجھے بھی آتا ہے۔ تم نے کبھی میری حوصلہ شکنی نہیں کی۔ مجھے کبھی بھی احساس نہیں دلایا کہ راہ محبت پر میں تن تنہا محو سفر ہوں۔ تمہیں میں نے ہر پل ہر لحہ اپنے ساتھ پایا تھا پھر کب اور کہاں پہ تم راہ بدل گئیں کہ میں تمہاری رفاقت کے نشے میں سرشار جان ہی نہیں پایا۔"

جب سے نوفل اس کی زندگی میں آیا تھا۔ اسے یوں لگنے لگا تھا جیسے اس کے تمام جذبات منجمد ہو گئے ہوں۔ اس صورتحال سے گھبرا کر اس نے کئی بار اپنے دل و ذہن سے رجوع کیا مگر بے حد الجھ کر رہ گئی۔

بلال کی توجہ اس کی دوستی اپنی جگہ۔ مگر اس نے کبھی ایسا کوئی واضح اشارہ نہیں دیا تھا کہ وہ کوئی اسٹینڈ لے سکتی۔ تب ہی تو وہ ابو کی خواہش کے آگے ناچاہتے ہوئے بھی سر جھکا گئی تھی۔ ورنہ اگر کبھی بلال نے اس کے آنچل سے آس کے جگنو باندھے ہوتے تو وہ اسی سے صاف لفظوں میں بات کر لیتی کیونکہ وہ جذبات میں دھوکے کی قائل نہیں تھی۔

کوئی بھی نہیں تھا سو اس نے نوفل احسان کے لیے ہاں کر دی۔ مگر یہ تو اب احساس ہو رہا تھا کہ وہ تھا۔

وہ ہمیشہ سے تھا لاشعور میں' دل کی گہرائیوں میں۔ مگر اب وہ شعور کی سطح پر آ کر جگمگانے لگا تھا۔ کسی روشن ستارے کی طرح۔

بلال احمد کا رد عمل تانیہ کو اس کے اپنے اندر کا پتا دے گیا تھا۔ دل و ذہن کی کشمکش کا واضح حل سامنے آگیا تھا۔

وہ کیا شے تھی جو اسے نوفل احسان کی طرف دیکھنے سے روکتی تھی۔ وہ بلال احمد کی جذبوں سے پر آنکھیں تھیں۔

وہ کیا شے تھی جس نے اسے کبھی نوفل احسان کے جذبوں کی پذیرائی نہیں کرنے دی تھی۔

وہ بلال احمد کی خاموش مگر اثر پذیر محبت تھی۔

لمحوں میں اس نے گویا برسوں کا سفر طے کیا تھا۔

"اگر تم میری وجہ سے ہرٹ ہوئے ہو تو مجھے معاف کر دو۔ مگر میں اپنی صفائی میں اتنا ضرور کہوں گی کہ اگر مجھے کبھی تم نے کسی وعدے کے بندھن میں جکڑا ہوتا تو آج شاید یہ حالات نہ ہوتے۔ مگر اب زندگی کو یونہی چلنے دو بلال۔"

اس نے خود کو بہت سنبھال رکھا تھا۔ مگر یہ افتاد بہت اچانک اور اس کی قوت استعداد سے کہیں بڑھ کے تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی آواز کا بھیگا پن چھپائے نہیں چھپ رہا تھا۔

"میں حالات کو یونہی چلنے بھی دیتا تانیہ۔ مگر جب سے نوفل احسان کی اصلیت جان پایا ہوں تب سے میرے اندر ایک آگ دہک رہی ہے۔ میں جو اندر سے اتنا فیئر ہو کر بھی تمہیں نہیں پا سکا تو وہ کرپٹ شخص کس طرح تمہارا حقدار ہو سکتا ہے۔ تم اس قابل تو نہیں ہو کہ تمہیں اندھے کنویں میں دھکیل دیا جائے۔" اس نے اب خود کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا۔

"یہ بھی تو دیکھو بلال میرے اس فیصلے نے ابو کی سانسیں آسان کر دی ہیں۔ ان کے اندر پھر سے جینے کی آرزو ہمکنے لگی ہے۔ وہ جیسا بھی سہی مگر اس وقت ان کے جینے کی امید بن کے آیا تھا۔ میں کیسے اسے انکار کر دیتی؟"

"میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں تانیہ۔ تم اس شخص کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتیں۔ تم تو اس کی زندگی میں ہوگی مگر تمہارے مدمقابل ہر وقت ایک کرپٹ عورت ہوگی۔ جسے تمہیں نوفل احسان کی طرح ہی برداشت کرنا پڑے گا۔"

وہ تلخی سے بولا۔ مگر تانیہ اس حقیقت سے بہت اچھی طرح واقف تھی اس لیے خاموشی کے ایک وقفے کے بعد قدرے خوشگوار انداز میں بولی۔

"اتنا خیال کرنے کا بہت شکریہ۔ اب فوراً اٹھ جاؤ میں تمہارے ساتھ کھانا کھا کے جاؤں گی۔ آفس سے سیدھی ادھر آئی ہوں۔"

"یوں پل پل تمہارے ساتھ رہنا مگر تم پر کوئی حق نہ رکھنا میرے لیے بہت بڑا امتحان ہے تانیہ پلیز... تم جاؤ یہاں سے۔"

وہ لگی لپٹی رکھے بغیر کہتا اٹھ کر باتھ روم میں گھس گیا تو اسے رونا آنے لگا۔

"یا خدا... میری آزمائش کب تلک...؟"

خود کو سنبھالتی وہ اس کے کمرے سے باہر آگئی۔ خالہ جان کے ساتھ عائزہ بھی کھانے پر اس کی منتظر تھی۔

"بلال نہیں آیا؟"

"ابھی آرہا ہے کہہ رہا تھا کہ بھوک نہیں ہے۔"

وہ نظریں چراتی عائزہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ خود اس کی اپنی بھوک بھی اڑ گئی تھی مگر اب مجبوری میں ان کا ساتھ دینا پڑ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ عائزہ کی باتوں کا بے دھیانی میں جواب دے رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"بات صرف اتنی سی ہے ماہین ڈیئر کہ باہر چاہے جو بھی الابلا کھا کے آؤ مگر گھر کا کھانا ہمیشہ اہتمام اور سلیقے سے پیش کیا گیا صاف ستھرا ہی جی کو بھاتا ہے۔ اس کے سامنے فائیو اسٹار ہو یا سیون اسٹار... وہ ذائقہ بھولنے میں دیر نہیں لگتی۔"

وہ اپنی ساتھی کے آستینوں سے بے نیاز شانوں پر بازو دراز کیے بڑے محظوظ ہونے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔ تانیہ کو ٹھٹک کر رک جانا پڑا۔

"تم تانیہ مراد کی بات کر رہے ہو نا؟"

وہ وضاحت کرنے لگا تو لہجہ بہت لطف اٹھانے والا تھا۔

"میری جان سب ہی لڑکیاں ایک سی ہوتی ہیں۔ خوبصورت لفظوں پر مرمٹنے والی، مخمور نظروں سے مسمرائز ہونے والی۔ یا تو جھک جاتی ہیں یا ٹوٹ جاتی ہیں۔ یہ اکڑ اور تنتنا صرف دام بڑھانے کی ادا ہے۔ اور جہاں تک اس ان بیلنس رشتے کی بات ہے تو قصہ کچھ یوں ہے کہ باہر کے رنگا رنگ کھانے کھا کر جب طبیعت اکتا جائے تو گھر کا کھانا کھانے کو جی چاہتا ہے چاہے وہ بالکل سادہ ہی کیوں نہ ہو ایک تقویت ملتی ہے کہ بہت صاف ستھرا ہے۔ کبھی کبھار ان چھوئے جذبوں کی بارش میں بھیگنے کو دل کرتا ہے تو اس کے لیے تانیہ مراد جیسی ان چھوئی معصوم سی بیوی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جسے اچھی طرح سے ٹھونک بجا کے دیکھ لیا گیا ہو کہ وہ لفظوں کے سنگ مرمر سے پھسلنے والی شے نہیں ہے۔ اس کے بعد باہر تو یوں بھی عیش ہی عیش ہیں۔"

وہ سب نوفل احسان کی عقلمندی سے سخت متاثر ہو رہے تھے۔

"اس قدر گھٹیا انداز گفتگو..." تانیہ سنسنا اٹھی تھی۔

اشتعال کی لہر سر سے پاؤں تک دوڑ اٹھی تو اس نے بالکل بھی پروا نہیں کی کہ اس کے اس اقدام کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔

وہ ایکدم سے ان کے سامنے آئی جو پریم پنچھی بنے بہت انجوائے منٹ کے موڈ میں تھے۔

"بہت خوب..." تانیہ نے سلگتے لہجے میں اسے داد دی تو حقیقتاً وہ گڑبڑا گیا۔

وہ اس پارٹی میں آنے سے صاف انکار کر چکی تھی۔ اور اب اسے یوں سامنے پا کر گھبرانا ایک فطری عمل تھا وہ بھی ایسے موقع پر جب وہ جی بھر کر بکواس کر چکا تھا۔

"تمہارے خیالات جان کر معلومات میں بہت اضافہ ہوا نوفل احسان" وہ چبھتے لہجے میں بولی۔ تو اس نے سنبھلتے ہوئے ماہین کے شانوں پر دراز بازو ہٹایا تھا۔

"تم کب آئیں...؟ مجھے پتا ہی نہیں چلا۔"

"میں اس وقت آئی تھی جب تم اپنے نادر خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولی تھی۔

"میں آج بہت سچے دل سے تمہاری طرف پلٹی تھی۔ خیال تھا کہ نئی زندگی کی شروعات سچائی اور دوستی کے رشتے سے ہونی چاہیے۔ مگر میرا خدا شاید مجھے

میری نیت کا انعام دینا چاہتا تھا۔ تم کس قدر غلیظ اور گندگی میں لتھڑے دکھائی دے رہے ہو نوفل۔۔۔"

"شٹ اپ۔۔۔" وہ دفعتاً غرا اٹھا تھا۔ سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"یو شٹ اپ نوفل احسان۔" وہ اس سے بھی اونچی آواز میں بولی تھی۔

"تم کیا سمجھتے ہو کہ باہر کے الابلا پر منہ مار کر جب تم لوگ گھر پہنچتے ہو تو بہت صاف ستھرا حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق تیار کھانا تمہاری ٹیبل پر پڑا ہوا ملتا ہے۔

یو آر رانگ، خوش فہمی ہے یہ تمہاری اور تم جیسی سوچ رکھنے والے تمام مردوں کی۔ جب خدا نے کہہ دیا کہ اچھے کے لیے اچھا اور گندے کے لیے گندا ایمان کے لیے ایمان اور کفر کے لیے کفر، تو پھر تمہاری اس خوش گمانی پر فقط تاسف ہی ہوتا ہے۔ جب تک اپنے قدموں کو غلاظتوں سے پرے راستے پر سے نہ ہٹالو یہ کبھی مت سمجھنا کہ پھولوں بھری روش تمہارے قدموں تلے آئے گی اور میں نے بہت سچ کہا تھا نوفل احسان۔۔۔"

اس نے تمتماتے چہرے کے ساتھ کہتے ہوئے اس کے پہلو میں کھڑی ماڈرن ازم کا نمونہ بنی ماہین پر استہزائیہ نگاہ ڈالی اور لحظہ بھر کے توقف کے بعد بہت اطمینان سے بولی۔

"تم آج تک واقعی گندے جوہڑوں سے سیراب ہوتے رہے ہو۔ کیونکہ تمہارا مطمع نظر صرف "پیاس" تھی۔

اس نے کہتے ہوئے اپنی انگلی میں پڑی انگوٹھی نکال کر ماہین کی انگلی میں ڈال دی۔ اور رسان سے بولی۔

"میرے خیال میں یہ اب اپنے اصل حقدار تک پہنچی ہے۔ بہت کیوٹ لڑکی ہے تمہاری ہم مزاج و ہم خیال، تمہیں یقیناً "سوٹ کرے گی۔"

"تانیہ۔۔۔" وہ اپنی جگہ گڑا ہوا تھا۔ وہ ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ کہنے سے روک گئی۔

"میری ایک بات عمر بھر یاد رکھنا نوفل، ہر لڑکی جھکنے یا ٹوٹنے کو تیار نہیں ہوتی۔ ان میں سے، بہت سی تانیہ مراد بھی ہوتی ہیں، جو عزت کو ہر حال میں ذلت پر ترجیح دیتی ہیں۔ ورنہ زندگی تو آنکھیں اور کان بند کیے سونے کے نوالے کھا کر بھی گزاری جا سکتی ہے۔" وہ جا چکی تھی۔

نوفل وہیں ساکت کھڑا تھا۔ مٹھیاں بھینچے، دانتوں پر دانت جمائے۔

"کیا تھی وہ تانیہ مراد۔۔۔؟

ایک عام سی لڑکی، جس میں نہ تو اس کی گرل فرینڈز جیسی ادائیں تھیں نہ بے باکی تھی۔

پھر کیوں وہ اسے اتنا سر پر چڑھا بیٹھا تھا کہ آج وہ اسے اس قدر ذلیل کر گئی تھی۔ محفل پر چھائی خاموشی اسے کوڑے رسید کر رہی تھی۔

بہنوں کے لیے خوبصورت تحفہ
بارِ وفا
نگہت سیما
☆ خوبصورت سرورق
☆ خوبصورت چھپائی
☆ قیمت =/150 روپے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 - اردو بازار، کراچی

"ایکسکیوزمی۔۔۔"

ماہین کی انگلی میں پڑی انگوٹھی پہ ایک نظر ڈال کر وہ تیز قدموں سے اندر چلا گیا تو ذہن میں ہلکی سی سنسناہٹ دوڑ رہی تھی۔

"کیا واقعی۔۔۔ میری راہ میں فقط گندے جوہڑ ہی۔۔۔"

☼ ☼ ☼

وہ گھر پہنچی تو بلال آیا بیٹھا تھا۔ یونہی ناراض اور خفا خفا سا۔ تانیہ کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ آزادی کا طاقت ور سا احساس رگ و پے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ وہ سیدھی انہی کی طرف آئی تھی۔

امی کو اس کے اتنی جلدی لوٹ آنے پر تعجب ہوا تو اس نے بنا ہچکچائے تمام باتیں دہرا دیں۔ بے حد خاموشی محسوس کرکے اس نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر دیکھا تو ابو کی آنکھوں میں چمکتی نمی اسے بے قرار کرنے لگی۔

"آپ بالکل بھی اپ سیٹ نہیں ہوں گے خالو جان کیا تانی نے کچھ غلط کیا ہے؟"

بلال فوراً صورتحال کنٹرول کرنے لگا تھا۔ انہوں نے بدقت تمام نفی میں سر ہلایا تو تانیہ نے ان کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

"میں تو پہلے ہی کہتی تھی۔۔۔" امی نے تاسف سے کہا تو بلال نے بھی معصومیت کا شاندار مظاہرہ کیا۔

"اور وہ جو میں آپ سے کہا کرتا تھا اس کا کیا۔۔۔؟"

امی کے بے ساختہ ہنسنے پر وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ مگر وہ اس کے پیچھے اس کے کمرے میں چلا آیا۔

"بہت افسوس ہو رہا ہے منگنی ٹوٹنے کا؟"

اس نے دل جلانے والے انداز میں کہا تو تانیہ نے بھی کسر نہیں چھوڑی۔

"بس۔۔۔ کسی کی بددعائیں لگ گئیں۔"

"نہیں۔۔۔" وہ بری طرح ٹھٹکا تھا۔

یعنی تم اب بھی میری طرف نہیں لوٹو گی۔۔۔؟" بے یقین تھا۔

وہ نفی میں سر ہلا کر سنجیدگی سے بولی۔

"اگر لوٹوں گی تو تمہاری سینکڑوں فینز میرا دل جلائیں گی۔"

یکلخت ہی بلال نے اپنے ذہن کی کثافت چھٹتی محسوس کی تھی۔

"جیلس ہو گئی ہو۔۔۔؟" اس نے پہلے بھی پوچھا تھا مگر آج تانیہ نے ایمانداری سے اثبات میں سر ہلایا۔ اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"محبت میں جیلس ہونا کوئی بری بات تو نہیں نا۔"

آسودہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بلال احمد نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اس نے ڈائری کھول کر ایک نیا باب لکھنا شروع کیا تھا۔

تم نے اقرار مانگا ہے۔

تو سنو۔۔۔

دل کے سچے جذبے
اظہار کے محتاج نہیں ہوتے
یہ وہ جذبے ہیں جو جگنو بن کر
آنکھوں میں چمکتے ہیں
ہونٹوں کے گرم گوشوں میں رہ کر
دل میں بستے ہیں۔
تم مجھ میں اسی طرح سمائے ہوئے ہو
کہ جیسے
تاروں میں چمک، تتلی میں رنگ
میرا رشتہ اٹوٹ ہے
جسم و جان کا ہے
جو جڑا رہے تو زندگی
اور ٹوٹ جائے تو موت

اس نے موتیوں جڑی لکھائی میں محبتوں کی مالا پروئی تو اس کے شانے پرسے جھانک کر پڑھتے بلال کے ہونٹوں پر آسودہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

☼ ☼